قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللّهِ وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (یوسف:108

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ دین خیر خواہی کا نام ہے

تبلیغی جماعت چند حقائق و غلط فہمیاں

(زمینی حالات غلط فہمیوں کے جوابات و ازآلہ اور مفید مشورے)

تَحریر

حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا تحَریر فرما تے ہیں

تبلیغی جماعت نام سے غلط فہمیاں

تبلیغی جماعت کے افراد کی انفرادی غلطیاں

تبلیغی جماعت پر مباحث والزامات

دین کی عمومی فضاوماحول پر تبلیغی جماعت کے اثرات بارش کی طرح ہیں

تبلیغی جماعت سے مدرسوں اور تمام دینی اداروں کو نفع ہور ہا ہے

یہ مضمون الفرقان مین شایع ہوا

اس کتاب سے ماخوذ ہے جو یہان نیچے لن ک پر درج ہے

http://islamicbookslibrary.wordpress.com/2013/04/28/jamat-e-tableegh-per-aiterazaat-kay-jawabaat-by-shaykh-hafiz-muhammad-aslam-zahid/

افادہ عام کے لیے یہان الگ سے شایع ہورہاہے

باب دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کے متعلق بعض اہم شبہات کے حقائق پر مبنی

جوابات

حضرت مولانا

محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

کی

ایک دلنشین تحریر

''تبلیغی جماعت'' اور بعض شکایات

از: مولانا محمد منظور نعمانی ؒ مطبوعہ ''الفرقان'' ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ

کئی مہینے ہوئے صوبہ ممبئی سے ایک صاحب علم کا خط اس ناچیز کے نام آیا تھا۔ جس میں ''تبلیغی جماعت'' اور اس کے کام سے متعلق کچھ شکایات درج تھیں اتفاق سے گذشتہ مہینے شوال میں ایک سفر کے دوران میں اس کا جواب لکھا جاسکا اسی سفر میں بعض تبلیغی احباب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کی شکایتیں بعض خاص حلقوں میں یہاں بھی پھیل رہی ہیں اس لیے اس جواب کی عام اشاعت مناسب سمجھی گئی (منظور احمد نعمانی عفا اللہ عنہ)

بسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرمی ومحترمی...... زید مجدکم...... سلام مسنون

خدا کرے مزاج بعافیت ہوں' گرامی نامہ کا جواب آج بہت تاخیر سے دے رہا ہوں' میری عادت سی ہوگئی ہے کہ جن خطوط کا جواب مختصر نہیں دیا جاسکتا وہ فرصت کے انتظار میں رکھے رہتے ہیں اور بسا اوقات ہفتوں اور کبھی کبھی تو کئی مہینوں کے بعد ان کے جواب کی نوبت آتی ہے آپ کے گرامی نامہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا' اس وقت سفر میں ہوں اور یہ جواب چلتی ٹرین میں لکھ رہا ہوں آپ کو انتظار جواب کی بڑی زحمت ہوئی ہوگی امید ہے کہ معذور تصور فرما کر معاف فرمادیں گے۔

آپ نے تبلیغی جماعت اور اس کے تبلیغی کام کے متعلق جو چند شکائتیں اور بعض اشکالات لکھے ہیں اور بعض اصلاح طلب امور کی طرف توجہ دلائی ہے اس کے بارے میں پہلی بات تو مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ آپ نے جماعت کا خاص رکن اور ذمہ دار سمجھ کر اس سلسلہ میں مجھے مخاطب فرمایا ہے میں ذرہ برابر انکسار کے بغیر عرض کرتا ہوں'' واقعہ میں میری یہ حیثیت بالکل نہیں ہے۔ میں اگرچہ اصولی طور پر اس کام کو بڑا مبارک اور مقبول کام سمجھتا ہوں اور میرے دل میں اس

کی بڑی عظمت ہے لیکن اپنے خاص حالات اور اپنے ان بعض مشاغل کی وجہ سے جن کو میں نے اپنا رکھا ہے میں اس کام میں بہت کم عملی حصہ لے سکتا ہوں' اور چونکہ یہ کام سراسر عملی ہے اس میں کسی کا کوئی منصب اور کوئی عہدہ نہیں ہے اس لیے میں اس کے تیسرے درجہ کے کارکنوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں ہوں اس لیے اس کام کے سلسلہ میں اگر آپ کو یا کسی کو کوئی مخلصانہ مشورہ دینا ہو یا کسی اصلاحی بات کی طرف توجہ دلانی ہو تو اس کام کے اصل مرکز ''بستی نظام الدین اولیاء دہلی'' کو لکھنا چاہئے بلکہ زیادہ صحیح اور مفید طریقہ یہ ہے کہ اس کام کے اصل روح رواں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت فیوضہم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشافہ ان سے عرض کیا جائے۔''

تاہم چونکہ اس کام سے اور اس کے خاص کارکنوں اور ان کے حالات وخیالات سے بفضلہٖ تعالیٰ واقفیت رکھتا ہوں اس لیے گرامی نامہ کے مندرجہ جات کے بارے میں چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ آپ کے خط سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کام کی حقیقت سے آپ شاید بالکل واقف نہیں ہیں بلکہ اس کے مشہور عنوان ''تبلیغ'' کے لفظ سے آپ کے ذہن میں جو تصور قائم ہوا ہے' بس اسی کو بنیاد بنا کر آپ نے رائے قائم کی ہے اور مشورے دیے ہیں اس لیے ان میں زیادہ تر ایسے ہیں جو اصل کام سے بالکل غیر متعلق ہیں۔ ''یہ داخلی تبلیغ'' اور ''خارجی تبلیغ'' کی لمبی بحث جو آپ نے لکھی ہے اسی نادانگی کا نتیجہ ہے۔ میرا ہمیشہ سے یہ خیال ہے کہ اس کام کے لیے ''تبلیغ'' کا عنوان اور اس کے کرنے والوں کے لئے ''تبلیغی جماعت'' کا نام بہت سوں کے لیے غلط فہمیوں اور ذہنی الجھنوں کا سبب بنتا ہے' تبلیغ کے اس لفظ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ وعظ ونصیحت کا کام ہے اور ''تبلیغی جماعت'' وعظ ونصیحت کا کام کرنے والوں کی کوئی ٹیم یا پارٹی ہے اس لیے وہ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس جماعت کے ہر آدمی کو دین کا اتنا علم ضروری ہونا چاہئے جتنا کہ وعظ ونصیحت کے لئے ضروری ہے اسی طرح عملی حیثیت سے بھی اس میں کوئی نمایاں کمی نہ ہونی چاہیے۔ پھر جب وہ پھرنے والی تبلیغی جماعتوں میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھتے ہیں جن کو صحیح وضو کرنا بھی نہیں آتا اور جن کی وضع اور صورت بھی شریعت کے مطابق نہیں ہوتی تو ان کے دلوں میں سخت

اعتراض پیدا ہوتا ہے...... اسی طرح جب وہ دیکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے سب سے زیادہ اصرار اس پر کرتے ہیں کہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر اس کام کے لیے باہر نکلیں اور لمبے لمبے سفر کریں تو بھی لوگوں کو حیرت ہوتی ہے۔ اور ان کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب وعظ ونصیحت ہی کرنا ہے اور قرب وجوار میں اور خود اپنے علاقوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن میں یہ کام کرنے کی ضرورت ہے تو یہ لمبے لمبے سفر کیوں کئے جاتے ہیں اور اللہ کے بندوں کا پیسہ ریل کے کرایوں میں کیوں فضول صرف کرایا جاتا ہے؟ بہر حال اس طرح کے سارے اعتراضات صرف اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کا کام وعظ ونصیحت سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہاں تبلیغ سے مراد ایک خاص نظام عمل ہے یعنی ایک خاص قسم کے دینی اور دعوتی ماحول میں خاص اصولوں کے ساتھ کچھ خاص اعمال واشغال کی پابندی کرتے ہوئے خاص پروگرام کے مطابق زندگی گذارنا جس سے ایمانی کیفیت میں ترقی ہو، دین سے تعلق اور واقفیت بڑھے اعمال واخلاق کی کچھ اصلاح ہو اور دین کے لیے جانی ومالی قربانی کی عادت پڑے، الغرض یہاں تبلیغ سے مراد یہی خاص ”عملی پروگرام“ ہے اور اس لیے ہر مسلمان کو خواہ اس کے علم وعمل میں کتنی ہی کمی ہو اس کی دعوت دی جاتی ہے بلکہ جہاں تک بس چلتا ہے کھینچنے کی کوشش کی جاتی ہے...... اور ان کو ساتھ لینے کیلئے کوئی شرط نہیں لگائی جاتی بلکہ اس امید پر ان کو لے جایا جاتا ہے کہ انشاء اللہ جماعتی ماحول اور اس کی فضاء سے یہ متاثر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جو دراصل ہادی اور مقلب القلوب ہے ہم سب پر اپنا فضل فرمائے گا۔ اس لیے جماعتوں میں ہر طرح کے اور ہر قماش کے لوگ ہوتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے یہ غلطی جماعتوں میں ہوتی ہے کہ عام مجمعوں میں بعض اوقات ایسے لوگوں کو بات کرنے کے لئے کھڑا کر دیا جاتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہوتے بلکہ اس کام سے بھی اچھی طرح واقف نہیں ہوتے اور پھر وہ بات کرنے میں اپنے علم کے حد کی بھی پابندی نہیں کرتے لیکن اس کو جیسے آپ غلط سمجھتے ہیں اسی طرح کام کے ذمہ دار حضرات بھی اس کو غلط اور اس کی اصلاح ضروری سمجھتے ہیں جماعتوں کو سفر شروع کرتے وقت جو

ہدایتیں دی جاتی ہیں ان میں اس بارہ میں بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ بات کس کو اور کس طرح کرنی چاہیے' ان ہدایتوں کی پوری پابندی ہو تو ایسی غلطیاں نہ ہوں۔ لیکن واقعہ یہی ہے کہ ایسی غلطیاں بکثرت ہوتی ہیں' یہ بات کام کی ذمہ داروں کے لیے بلاشبہ بہت فکر اور توجہ کے لائق ہے خود میری رائے یہ ہے کہ ایسے اہم امور کے بارے میں زبانی ہدایات کے علاوہ اگر کوئی تحریری یاداشت بھی دے دی جایا کرے تو پھر انشاء اللہ ایسی غلطیوں کا بہت کچھ سد باب ہو سکتا ہے۔

تبلیغ کی وجہ سے مدارس کو ترقی ملی ہے

اس کے بعد میں آپ کے خط کے سب سے اہم اور آخری جز کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ اور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "تبلیغی جماعت والے دینی مدارس کی مخالفت کرتے ہیں اور جو لوگ تبلیغی جماعت میں کام کرنے لگتے ہیں ان کا تعلق مدرسوں سے کم ہو جاتا ہے۔" یہ بات بڑی سنگین ہے ایسی باتوں کو زبان پر یا قلم پر لانے سے پہلے جتنی تحقیق کر لینی ضروری ہے میرا خیال ہے کہ اس کے بغیر آپ نے یہ بات لکھ دی ہے۔ اگر آپ تبلیغی کام سے تعلق رکھنے والے کسی خاص شخص یا چند متعین افراد کے متعلق ایسی بات کہیں تو زیادہ مستبعد نہیں' میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کام سے تعلق رکھنے والوں میں ان تمام مزاجوں اور خیالوں کے لوگ ہو سکتے ہیں جو مسلمانوں کے موجودہ معاشرے میں پائے جاتے ہیں لیکن تبلیغی کام کرنے والوں کے متعلق عموم کے ساتھ یہ بات کہنا کہ وہ دینی مدارس کی مخالفت کرتے ہیں بڑی زیادتی کی بات ہے۔ آپ نے اتنا تو سوچا ہوتا کہ اس کام سے تعلق رکھنے والوں میں کتنے ہیں جو خود مدرسے چلا رہے ہیں یا مدرسوں میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں' خود حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (۱) جو اس کام کے روح رواں ہیں اور سب سے بڑے ذمہ دار ہیں ایک مدرسہ (کاشف العلوم) وہ بھی چلا رہے ہیں' جس میں خود بھی پابندی سے درس دیتے ہیں اور یہی حال ان کے خاص الخاص رفقاء کار مولانا انعام الحسن صاحب اور مولانا عبید اللہ صاحب وغیرہ کا ہے۔ مجھے بھی آپ اس کام

سے خاص تعلق رکھنے والوں میں سمجھتے ہیں اور مدارس کی دنیا سے میرا تعلق آپ کو معلوم ہے۔ یعنی یہ کہ میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ اور عاملہ کا رکن ہوں، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بھی میرا تعلق ہے بلکہ اب تو کچھ عرصہ سے میں نے تدریس کی کچھ ذمہ داری بھی لے لی ہے۔ اور بھی ایسے بیسیوں حضرات کو آپ جانتے ہوں گے جو اس کام سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور کسی مدرسہ کی ذمہ داری بھی ان پر ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ تبلیغی کام کرنے والے دینی مدارس کی مخالفت کرتے ہیں کس قدر غلط اور کتنی بے تکی بات ہے۔

مدارس کی مخالفت کی اصل وجہ اور علاج

میرے نزدیک حقیقت اس بارہ میں یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی جن کا ذہن کسی وجہ سے مدارس اور اہل مدارس کے خلاف بن چکا ہے اپنے اسی ذہن کے ساتھ اس کام میں لگ جاتے ہیں' اور ان کی زبانوں سے وقتاً فوقتاً ایسی باتیں نکلتی ہیں اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی جو دین سے بالکل بے تعلق تھا غفلت اور فراموشی کی زندگی گذار رہا تھا اس کام میں لگنے کے بعد بس اسی کام کو اصل دینی کام اور دینی خدمت سمجھتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ بہت سے علماء اور اہل مدارس جن پر دین کی خدمت کا سب سے زیادہ حق ہے یہ کام نہیں کر رہے تو اپنی علمی اور دینی تربیت نہ پانے کی وجہ سے ان پر اعتراض اور تنقید کرنے لگتا ہے، لیکن میں اپنے معمولات اور تجربوں کی بنا پر پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا تعلق کام سے جس قدر بڑھتا ہے اور اصل کارکنوں اور ذمہ داروں سے جتنا ان کا اختلاط ہوتا ہے ان کی اس غلطی کی اصلاح ہوتی رہتی ہے، البتہ دوسری علمی و عملی غلطیوں کی طرح اس غلطی کی اصلاح کے لیے یہاں تردید و بحث کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اپنے طریقہ پر ذہن بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر کامیاب ہوتی ہے، میں ایسے متعدد حضرات کو جانتا ہوں جو پہلے مدارس اور اہل مدارس سے سخت بیزار اور بڑے بیباک معترض تھے۔ لیکن اس

کام سے اور پھر کام کے مرکز نظام الدین سے تعلق بڑھنے کے بعد ان کا ذہن بدلا اور وہ مدارس کے قدر شناس اور خادم بن گئے۔ہم نے خود حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کا پورا اہتمام کرتے تھے کہ ان سے اور ان کے کام سے تعلق رکھنے والے لوگ حضرات علماء کرام سے اور مدارس سے گہرا عقیدت مندانہ تعلق رکھیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بھی اس کا پورا اہتمام اور اس کی پوری کوشش کرتے ہیں، آپ کو تو معلوم نہ ہوگا لیکن میں بتاتا ہوں کہ ہر مہینہ مولانا موصوف کی خدمت میں مختلف علاقوں اور طبقوں کے نئے نئے سینکڑوں افراد اور بیسیوں پچاسوں جماعتیں آتی ہیں ان کا یہ مستقل معمول ہے کہ اپنے پاس آنے والے ہر اہم فرد اور ہر اہم جماعت کو وہ دیوبند اور سہارنپور (کے مدارس میں) حتی الوسع ضرور بھیجتے ہیں تاکہ وہاں کے اکابر کی زیارت کریں اور وہاں کے علمی مراکز دارالعلوم اور مظاہر علوم کو بھی دیکھیں اس طرح ہر مہینے اس تبلیغی راستے سے مختلف اقطاع کے سینکڑوں افراد ہمارے ان علمی مرکزوں سے واقف ہوتے ہیں۔اور ان کی عظمت اور ہمارے اکابر کی عقیدت اپنے قلوب میں لے کر اپنے علاقوں کو لوٹ جاتے ہیں، ان علمی مرکزوں اور ان کے مسلک حق کی یہ ایک ایسی ٹھوس اور خاموش خدمت انجام دی جارہی ہے...... جو ہم اپنی مساعی سے غالباً کسی طرح بھی انجام نہیں دے سکتے تھے خود مولانا محمد یوسف صاحب دیوبند سہارنپور وغیرہ کے اکابر سے جیسا نیاز مندانہ تعلق رکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا جو رویہ ہے اس کے معلوم ہونے کے بعد ان سے محبت وعقیدت رکھنے والے کسی شخص کی رائے مدارس اور حضرات اہل مدارس کے خلاف کس طرح ہوسکتی ہے۔

مدارس کی مالی ترقی میں معاونت

اس کے علاوہ اس کام سے مدرسوں کے لیے جو مجموعی فضا بن رہی ہے اس کا احساس تو میرے نزدیک ہر ایک کو ہونا چاہیے معلوم نہیں آپ جیسے حضرات اس کو کیوں نہیں محسوس کرتے میں تو گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اس تبلیغی کام سے ہمارے مدارس کو بالکل اس طرح کی مدد مل رہی ہے جس طرح کی مدد بارش کے پانی اور موافق ہواؤں سے کھیتوں اور باغوں کو ملتی

ہے۔ میں ایسے سینکڑوں افراد و اشخاص بلکہ بہت سے ایسے علاقوں اور طبقوں کو بتا سکتا ہوں جن کا ہمارے دینی مدارس سے کوئی ربط و تعلق نہ تھا نہ وہ ہمارے اکابر سے آشنا اور واقف تھے، تبلیغی جماعتوں ہی کی آمد و رفت نے ان میں دینی احساس پیدا کیا اور ان ہی کے ذریعہ وہ ہمارے مدارس اور ہمارے اکابر کی دینی خدمات سے واقف ہوئے، پھر وہاں سے طلبہ بھی دینی مدارس میں آنے لگے اور دینی مدارس کی خدمت ہونے لگی اس سلسلہ میں خصوصیت سے یہ بات بھی قابل ذکر سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میرا اندازہ ہے ہندوستان کے ہمارے دینی مدارس کو سب سے زیادہ امداد کلکتہ اور بمبئی کے اہل خیر سے ملتی ہے۔ میں رجماً بالغیب نہیں بلکہ اپنی قابلِ وثوق معلومات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ان دونوں شہروں سے جس قدر امداد ہمارے دینی مدارس کو تبلیغی جماعت کے کام اور اثر سے پہلے ملتی تھی، اب اس سے کئی گناہ زیادہ ملتی ہے اور بہت سے اہلِ مدارس بھی جانتے ہوں گے کہ دینی مدارس کی اس خدمت اور فکر مندی میں زیادہ حصہ ان ہی اہلِ خیر کا ہے، جن کا تبلیغی کام سے بھی خالص تعلق ہے۔

مدارِس کی خدمات

اس سلسلہ میں ایک اور بات بھی ہم اور آپ جیسوں کے سوچنے کی ہے کہ اب جب کہ مدارس عربیہ کی آبادی صرف ان غریب گھرانوں کے طلبہ سے ہے، جو اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے (حتیٰ کہ ہم لوگ بھی جنہوں نے جو کچھ پایا ہے ان غریب پرور مدرسوں سے پایا ہے، اپنے بچوں کو عزت کی روٹی حاصل کرنے کے لیے کالجوں میں بھیجنے لگے ہیں) تو ایسے وقت میں اس تبلیغی کام کے طفیل بہت سے وہ لوگ جن کا ارادہ اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے یورپ اور امریکہ بھیجنے کا تھا اور ان کو اس کے پورے وسائل بھی حاصل تھے وہ اپنے ان ہی بچوں کو اسکولوں اور کالجوں سے نکال نکال کر ہمارے ''دار العلوموں'' میں بھیج رہے ہیں۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر سوچیے کہ تبلیغی کام اور اس کے کرنے والوں کی جو شکایات آپ نے دینی مدارس سے متعلق کی ہے وہ کس قدر بے جا ہے۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس کام کے کرنے

والے فرشتے ہیں یا اس کام میں غلطیاں نہیں ہو رہی ہیں، بلا شبہ اس کام میں بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں اور اس کام سے تعلق رکھنے والوں میں بہت ہی گھٹیا قسم کے افراد بھی ہیں، اس کام کی ساخت ہی ایسی ہے بقول حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ کے ''یہ تو دھوبی کی بھٹی ہے اس میں میلے کچیلے اور غلیظ بھرے گندے ناپاک کپڑے بھی ہیں۔''

لیکن جس قسم کی شکایتیں اور جس انداز میں آپ نے کی ہیں میں ان کو صحیح نہیں سمجھتا مجھے جن غلطیوں کا احساس ہوتا ہے میں کام کرنے والوں کو اپنی بساط کے مطابق ان کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں، ہاں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ باہر کا آدمی از راہ اخلاص ان کو غلط اور قابل اصلاح سمجھے، اور جو کام میں گھسا ہوا ہے اور اس کام کی منطق سے واقف ہے وہ اسے ناگزیر سمجھے گا ایسی چیزوں میں اپنی رائے کے اظہار کے بعد کام کے ذمہ داروں کے علم اور ان کی دیانت پر اعتماد کرنا چاہیے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں اس سلسلہ میں جو کچھ لکھنا آپ ضروری سمجھیں اس کام کے مرکز کو دہلی لکھیں اور مجھے بالکل معذور تصور فرمائیں۔

والسلام

محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہٗ